AL-ʻULŪM ISSN: 2709-3484 (Print) | 2709-3492 (Online)
https://alulum.net/ojs/index.php/aujis/about
(July-December) 2023), 4:2(1-26)

فارسی کلام اقبال میں قرآنی تعلیمات اور اس کی عصری معنویت

رضوان رشید لیکچرار، گورنمنٹ ڈگری کالج، مخدوم رشید، ملتان

Qur'anic Teachings in Persian Iqbal's Poetry: A Contemporary Study

Rizwan Rasheed [1]
Lecturer, Govt. Degree College Makhdoom Rasheed, Multan

Keywords:
Iqbal,s poetry, Persian, Quranic Teachings, contemporary study

Abstract: Timeline of Qur'ānic intellectuals, thinkers and exegetes belongs to subcontinent cannot be completed unless Muḥammad Iqbāl (d: 1938) name is included. Iqbl has been acknowledged as one of the eminent & most influential personalities of subcontinent in 20th century. Iqbāl was a multidimensional personality. He was a good lawyer as well as a politician but the fame & respect he received as a philosophical poet has no match to any other title. Therefore, he was titled as a *Poet of East* and *Thinker of Pakistan.* Unlike other poets of that era, his poetry revolves around the social, religious and intellectual issues of mankind. Readers of his poetry do witness again and again Iqbal extreme love for Prophet Muḥammad (SAW) and Qur'ān. Urdu Exegetes of subcontinent endorsed Iqbāl thinking by quoting his poetry in their literary work. Dr. Muḥammad Iqbal tried his best for revival of Muslim nation by conveying the Message of Qur'ān through his poetry. He stated many themes in his Persian prose for enhancing Muslim Ummah. Furthermore Iqbāl had a great desire to reconnect Muslim nation with Qur'ān. It seems that, vision, guidance and roadmap can be sought from Iqbal poetry to solve contemporary problems being faced by Muslim Ummah today. By adopting descriptive methodology, this research paper is a humble attempt to extract Qur'ānic message from Iqbal poetry and its relevancy with current issues

Rizwan Rasheed (2023), Quranic Teachings in Persian Iqbal's Poetry; A Contemporary Study Al-ʻUlūm Journal of Islamic Studies,4(2)

1. Corresponding author Email: rizwanbinrasheed@gmail.com

دین ِ اسلام ، اسلامی تہذیب و تمدن ،اسلامی فلسفہ حیات و قانون، کی اساس قرآن مجید فرقان حمید ہے۔ قرآن مجید حضرت محمد ﷺ کی ذات پر تیئیس سال کے عرصہ میں نازل ہوا۔ قرآن مجید دنیا کے تمام انسانوں بشمول مسلم و غیر مسلم سب کو غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔[1] حضرت محمد ﷺ پر نزول وحی کے فورا بعد سے ہی اس کتاب مبین کے حامی اور مخالف، دونوں وجود میں آ گئے۔[2] قرآن مجید پر غور وفکر کرنے والوں کا سلسلہ کم و بیش ساڑھے چودہ سو سال قبل صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین سے لے کر آج تک جاری ہے۔ ہر دور میں وقت کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے نامور مفسرین، محدثین، فقہاء و دیگر عقول سلیمہ نے قرآن مجید کے معانی و مفاہیم میں غور وفکر کر کے بنی نوع انسان کی اصلاح کی۔ علامہ محمد اقبال (م:1938) برصغیر کے مشہور فلسفی شاعر گزرے ہیں۔ آپ کو شاعر قرآن کالقب بھی دیا گیا۔ آپ کی شاعری نے کئی نسلوں کی راہنمائی کی۔ علامہ اقبال نے خوابیدہ امت مسلمہ کو اپنی شاعری کے ذریعہ بیدار کرنے کی کوشش کی۔ علامہ اقبال اپنی زندگی میں ہی بین الاقوامی سطح پر اپنی فکری شناخت منوا چکے تھے۔ ادبی جریدہ نیرنگ خیال نے 1932ء میں اقبال نمبر نکالا۔ اس کے دیباچے میں ایڈیٹر حکیم یوسف حسن، علامہ اقبال کے متعلق لکھتے ہیں۔

> "ہندوستان میں اقبال کو جاننے والوں کی تعداد کروڑوں سے متجاوز ہو گئی لیکن اقبال کو سمجھنے والوں کی تعداد ہزاروں سے زیادہ نہ ہو گی۔ اور یہ حال دنیا کے ہر بڑے شاعر کا ہوتا ہے لیکن اقبال نمبر کی اشاعت کے بعد توقع ہے کہ ہندوستان کا تمام تعلیم یافتہ طبقہ جو ان مضامین کو غور و فکر سے پڑھے گا اور اقبال کے پیغام کو سمجھنے لگے گا تو ان میں اس امر کی تحریک پیدا ہو گی کہ وہ اسرار خودی، رموز بے خودی، پیام مشرق، زبور عجم اور جاوید نامہ کو سبقا سبقا پڑھیں۔ اسلامی مدارس اور مسلم یونیورسٹی میں ان کتابوں کو کورسوں میں داخل کر لیا جائے گا۔ تاکہ ہندوستان کی آئندہ نسلیں اپنے مفکر کے فلسفہ سے بخوبی واقف اور ماہر ہو جائے جو قوم کی حیات جاوید کا واحد اور حقیقی نسخہ ہے۔"[3]

علامہ محمد اقبال کی زندگی میں ہی عوام الناس میں اس بات کا شعور وادراک پیدا ہو گیا تھا کہ علامہ محمد اقبال کا کلام صرف شاعری نہیں بلکہ ہزیمت خوردہ امت مسلمہ کی حیات نو کا جاودانی پیغام ہے۔ علامہ محمد اقبال کی زندگی

---

[1] - **القرآن**،24:47، أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا۔

[2] - **القرآن**،31:34، وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِهَذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ۔

[3] - علامہ محمد اقبال، **نقوش**، نیرنگ خیال اقبال نمبر،(لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 1977ء)،2۔

میں یورپی استعمار اپنے عروج پر تھا اور بیشتر مسلم ممالک مغربی اقوام کے قبضے میں تھے۔ مغربی استعمار نہ صرف مادی طور پر بلکہ ذہنی طور پر بھی مسلمانوں کو مفلوج کیے ہوئے تھا۔ علامہ محمد اقبال نے مغربی و اسلامی تہذیب کا گہرائی میں تجزیہ اور موازنہ کرنے کے بعد اس ذہنی جمود و سیاسی زوال کے دور میں فکرِ قرآن کو اپنے اشعار کے قالب میں ڈھال کر امت مسلمہ میں ایک نئی روح پھونکی۔ آپ نے مغربی تہذیب کی حقیقت بارے جو رائے اپنے اشعار میں پیش کی، آج کم و بیش ایک صدی گزرنے کے بعد بھی ان کی صداقت مسلمہ ہے۔ آج بیشتر مسلم ممالک مغربی استعمار سے آزادی حاصل کرنے کے باوجود سیاسی سماجی اور فکری انحطاط سے دوچار ہیں۔ علامہ اقبال کے نزدیک اسلام اور کفر ہمہ وقت حالت رزم میں ہیں۔ وہ اس نکتے کو یوں بیان کرتے ہیں:

بیجبر مردان زرزم کفر و دین جان من تنہا چو زین العابدین[4]

سوال یہ ہے کہ آیا علامہ محمد اقبال کی شاعری قرآنی فکر کی عکاس ہے؟ کیا عصر حاضر کے معاصر فکری مسائل کے حل میں فکرِ اقبال سے رہنمائی لی جا سکتی ہے؟ مقالہ ہذا میں فارسی کلام اقبال میں قرآنی پیغام اور اس کی عصری معنویت کو سمجھنے کی ایک عاجزانہ کاوش کی گئی ہے۔ اس مقالہ کو لکھتے ہوئے علامہ محمد اقبال کا منتخب فارسی کلام زیر بحث لایا گیا ہے۔ چونکہ علامہ محمد اقبال کا کلام کئی بار طبع ہوا لہذا اشعار کے حوالہ میں کتاب کا نام، نظم، غزل، رباعی یا قطعہ کا عنوان دینے پر اکتفا کیا گیا۔ مقالہ ہذا میں معاصر تہذیبی، مذہبی و سیاسی مسائل کے متعلق علامہ محمد اقبال کے فارسی کلام سے منتخب اشعار کو اکھٹا کیا گیا اور مختصر تشریح کی گئی جس سے آپ کی قرآنی فکر کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

برصغیر پاک وہند میں علامہ محمد اقبال کی ذات کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ان کی فکر اور شعری فن و محاسن پر گراں قدر علمی، ادبی و تنقیدی سرمایہ انگریزی، اردو اور فارسی زبانوں میں موجود ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ فکر اقبال کا احاطہ کرتے ہوئے جب اہل ادب نے انفرادی سطح پر تشنگی محسوس کی تو مختلف ادارے قائم کیے تاکہ فکرِ اقبال کی جامع اور منظم انداز میں تفہیم اور ترویج کی جا سکے۔ ذیل میں فکرِ اقبال پر چند کتب دی جا رہی ہیں جن سے اس مضمون کی تیاری میں استفادہ کیا گیا۔ علامہ محمد اقبال کے فارسی

[4] ۔ علامہ محمد اقبال، **جاوید نامہ**، فلک زہرہ، (حیدرآباد: اقبال اکادمی پاکستان، 1981ء)، 560۔

کلام اسرار خودی، رموز بے خودی، پیام مشرق، زبور عجم، جاوید نامہ، پس چہ باید کرد، ارمغان حجاز کے منتخب اشعار کو مقالہ ہذا میں زیر بحث لایا گیا ہے۔ نیرنگ خیال ہندوستان کا علمی اور ادبی مجلہ تھا جس نے 1932ء میں اقبال نمبر شائع کیا۔ حکیم یوسف حسن جریدے کے ایڈیٹر تھے۔ ادبی جریدہ نقوش نے دسمبر 1977 میں اقبال نمبر نکالا۔ جس میں عطیہ صلاح الدین، پروفیسر رشید احمد صدیقی، فیض احمد فیض، ڈاکٹر محمد اجمل، مولانا عبدالماجد دریابادی، مولانا غلام رسول مہر و دیگر نامور ادیبوں کے علامہ اقبال کی ذات و فن پر گراں قدر مضامین شامل تھے۔ دیگر کتب میں 'اقبال اور قرآن' از ڈاکٹر غلام مصطفی خان، 'اقبال کی فارسی شاعری کا تنقیدی جائزہ' از ڈاکٹر عبدالشکور احسن، 'اقبال شاعر اور فلسفی'، مجموعہ مضامین از سید وقار عظیم، 'روح دین کا شناسا۔ اقبال'، از سید علی گیلانی، 'دانائے راز' مرتبہ از سید نذیر نیازی، 'خطبات اقبال نئے تناظر میں' از محمد سہیل عمر، 'اقبال اور محبت رسول ﷺ' از ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی، 'زندہ رود' از ڈاکٹر جاوید اقبال، 'اقبال اور قرآن' از غلام احمد پرویز شامل ہیں۔ اقبال اکادمی پاکستان کا ششماہی مجلہ 'اقبالیات' بھی اقبال شناسی کے حوالے سے اہم مقام رکھتا ہے۔

فکر و کلامِ اقبال میں قرآن مجید کی اہمیت

علامہ محمد اقبال اپنی فکر کا ماخذ قرآن مجید کو قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک قرآن مجید کا صحیح فہم امت مسلمہ کے تمام مسائل کا حل ہے۔ ان کے متعدد فارسی اشعار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ قرآن مجید کو دیگر تمام فلسفہ ہائے و افکار پر فوقیت و ترجیح دیتے تھے۔ لکھتے ہیں:

فاش گویم آنچہ در دل مضمر است　　　این کتابی نیست چیزی دیگر است[5]

(اپنے دل کی بات صاف کہتا ہوں ہو یہ قرآن مجید، کتاب نہیں کچھ اور ہے)

اقبال کے نزدیک قرآن پاک کے پیغام کو پھیلانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

حفظ قرآن عظیم آئین تست　　　حرف حق را فاش گفتن دین تست[6]

(اے مسلماں، قرآن پاک کی حفاظت کرنا تمہارا کام ہے اور حق کی تعلیمات کو عام کرنا تمہارا دین ہے)

5۔ نفس مصدر، فلک عطارد، پیغام افغانی بملت روسیہ، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 1977ء)، 554۔

6۔ نفس مصدر، فلک عطارد، حکمت خیر کثیر است، 549۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک سیکھنے اور سکھانے والے شخص کو بہتر انسان کہا،

عَنْ عُثْمَانَ رضى الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ : خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.[7]

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ میں نے تعلیمات قرآنی کے موتی اپنی شاعری میں پرو دیے ہیں۔ اور کیسے انسان اللہ تبارک وتعالی کے رنگ میں خود کو ڈھال سکتا ہے، یہ بھی بیان کر دیا۔

گوہر دریائی قرآن سفتہ ام شرح رمز "صبغتہ اللہ" گفتہ ام[8]

اقبال اس بات کا بارہا اظہار و اقرار کرتے ہیں کہ میری فکر کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ جب کبھی کسی نقطے میں نے خود کو پریشان پایا تو قرآن نے مجھے وہ سمجھا دیا۔

غیر قرآن غمگسار من نبود قولش ہر باب را بر من گشود[9]

امت مسلمہ سے شکوہ

علامہ محمد اقبال امت مسلمہ کی حالت زار پر دل گرفتہ اور رنجیدہ تھے۔ ان کے نزدیک جب سے مسلمان نے قرآن مجید کو تاک پر رکھ دیا ہے، اس کی تعلیمات سے روگردانی کی تو ذلت و شکست اس کا مقدر بن گئی۔ قرآن کو پس پشت رکھ کے اس نے تمام فتنوں کو اپنی زندگی میں خود جگہ دی۔ جبکہ ہندو اپنے بتوں (قومیت پرستی) سے تعلق مظبوط بنائے جا رہا ہے۔

در صد فتنہ را بر خود گشادی دو گامی رفتی و از پا فتادی

برہمن از بتان طاق خود راست تو قرآن را سر طاقی نہادی[10]

قرآن میں ارشاد باری تعالی ہے۔

---

[7]۔ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحيح، كتاب: فضائل القرآن، باب: خيركم من تعلم القرآن وعلمه،

(لاہور: المیزان ناشران و تاجران کتب، 2004ء)، رقم 116۔

[8]۔ علامہ محمد اقبال، **پس چہ باید کرد**، خطاب بہ پادشاہ اسلام اعلیحضرت ظاہر شاہ، (لاہور: دانیال اکیڈمی، 1990ء)، 750۔

[9]۔ نفس مصدر، مسافر وارد میشود بہ شہر کابل، (لاہور: دانیال اکیڈمی، 1990ء)، 734۔

[10]۔ علامہ محمد اقبال، **ارمغان حجاز**، حضور ملت، برہمن، (لاہور: دانیال اکیڈمی، 1990ء)، 831۔

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا[11]

قرآن مجید کی تعلیمات سے روگردانی اور اس پر توجہ نہ دینا منافقین کا طرز عمل تھا۔ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں

وَ اِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ-هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا-صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ[12]

اور جب کوئی سورت اترتی ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے کہ کوئی
تمہیں دیکھتا تو نہیں پھر پلٹ جاتے ہیں اللہ نے ان کے دل پلٹ دیئے کہ وہ
ناسمجھ لوگ ہیں

مولانا مودودی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

"یعنی یہ بے وقوف لوگ خود اپنے مفاد کو نہیں سمجھتے، اپنی فلاح سے غافل اور اپنی بہتری سے بے فکر ہیں۔ ان کو احساس نہیں ہے کہ کتنی بڑی نعمت ہے جو اس قرآن اور اس پیغمبر کے ذریعہ سے ان کو دی جارہی ہے۔[13]

علامہ محمد اقبال سیرت اور عشق رسول ﷺ کے ذریعے امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کے خواہاں تھے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے اپنی شاعری کو وقف کر دیا۔ اس مضمون کو ایک خوبصورت پیرائے میں بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں امت مسلمہ کے مردہ وجود کو میں دیگر طبیبوں کے سامنے سے ہٹا کر حضرت محمد ﷺ کے حضور لے گیا۔ اور عرض کی کی اس مردہ امت کو میں نے قرآن مجید کے اسرار بتائے۔ تاکہ اس میں زندگی کی حرارت پیدا ہو۔

نعشش از پیش طبیبان بردہ ام — در حضور مصطفی آوردہ ام
مردہ بود از آب حیوان گفتمش — سری از اسرار قرآن گفتمش[14]

---

[11] ۔ **القرآن**، 25:30۔

[12] ۔ **القرآن**، ۹:۱۲۷۔

[13] ۔ ابو الاعلیٰ مودودی، **تفہیم القرآن**، (لاہور: ترجمان القرآن، ۲۰۰۵ء۔) 2:۲۵۴۔

[14] ۔ علامہ محمد اقبال، **رموز بیخودی**، مثنوی مطالب خلاصہ در تفسیر اخلاص، عرض حال مصنف بحضور رحمۃ اللعالمین ﷺ،
(حیدرآباد: اقبال اکادمی پاکستان، 1981ء)، 173۔

اور اسی مضمون میں آگے کہتے ہیں۔ اگر میں نے قرآن مجید کے فہم اور ترویج میں کوئی کسر چھوڑی ہو تو آپ ﷺ جو فیصلہ میرے بارے میں چاہیں کریں۔ اور گلستان محمدی کو مجھ جیسے کانٹے سے پاک کر دیں۔

گر دلم آئینہ بے جوہر است — ور بحر فم غیر قرآن مضمر است
پردہ ناموس فکرم چاک کن — این خیابان راز خارم پاک کن[15]

اور پھر اپنی کوشش کا واسطہ دے کر آپ علیہ السلام ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ اگر میری قرآن فہمی اور حق گوئی کو آپ ﷺ کی بارگاہ میں تھوڑی سی مقبولیت حاصل ہے تو میرے لیے بس ایک دعا فرما دیجئے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی ایک دعا سے کایا پلٹ جاتی ہے۔

گر در اسرار قرآن سفتہ ام — با مسلمانان اگر حق گفتہ ام
اے کہ از احسان تو ناکس، کس است — یک دعایت مزد گفتارم بس است[16]

علامہ محمد اقبال امت مسلمہ کی قرآن سے بے تعلقی پر اپنے حزن اور اداسی کا کھلا اظہار کرتے ہیں۔ کہ ہماری محفل جام وساقی کے بغیر ہے۔ قرآن کی صرف آوازیں (تلاوت) باقی رہ گئی اور زندگیوں میں اس عمل دخل نہ رہا۔

محفل ما بے مے وبے ساقی است — ساز قرآن را نوا ہا باقی است[17]

کلام اقبال میں مفاہیم قرآنی

علامہ محمد اقبال نے متعدد قرآنی مفاہیم کے اپنے اشعار میں خوبصورتی سے بیان کیا۔ اس مختصر مقالہ میں ان سب کا احاطہ مشکل ہے لیکن چند موضوعات کو شامل کیا گیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ[18]

---

[15]۔ نفس مصدر۔

[16]۔ نفس مصدر، 174۔

[17]۔ علامہ محمد اقبال، **جاوید نامہ**، فلک عطارد، پیغام افغانی باملت روسیہ، 554۔

[18]۔ **القرآن**، 11:13۔

اس مفہوم کو علامہ محمد اقبال یوں بیان کرتے ہیں۔ خدا اس قوم کو سیادت نہیں دیتا جو اپنی تقدیر اپنے ہاتھوں سے نہ لکھے۔

خدا آن ملتی را سروری داد   کی تقدیرش بدست خویش بنوشت[19]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی ایک جہد مسلسل رہی۔ پروفیسر محمد صدیق قریشی اپنی کتاب رسول اکرم کی سیاست خارجہ میں لکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مظلوموں کی دادرسی اور انسانی حقوق کی عظمت کی خاطر لڑائیاں لڑیں۔ آپ نے کئی معاہدات کیے۔ اور ہر معاہدہ آپ کی ہمت جرأت اور دور اندیشی کا اعلی نمونہ ہے۔[20]

علامہ محمد اقبال قرآن کے فلسفہ حلال وحرام کو ئی اپنی شاعری کا حصہ بناتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ جب تک تو اکل حلال کی اہمیت سے واقف نہیں ہو تا تیری زندگی اس معاشرے کے لیے وبال ہے۔

تاندانی نکتۂ اکل حلال   بر جماعت زیستن گردد وبال[21]

حرام کے بارے فرماتے ہیں۔ اگر لوگ اللہ تبارک و تعالی کی حرام کردہ اشیاء کو کو حرام سمجھ کے اس سے گریز کریں تو قیامت تک یہ نظام قائم ودائم رہے گا۔

گر جہاں داند حرامش را حرام   تا قیامت پختہ ماند این نظام[22]

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے۔

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا [23]

مفہوم: جس کو دانائی دی گئی گویا اس کو بڑی بھلائی دی گئی

علامہ محمد اقبال اسی مضمون کو یوں بیان کرتے ہیں۔ خدا نے حکمت کو خیر کثیر کہاہے لہذا جہاں اس خیر کو دیکھے تو اسے حاصل کر۔

19۔ علامہ محمد اقبال، **ارمغان حجاز**، حضور ملت، بحق دل بند وراہ مصطفی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رو، 813۔

20۔ صدیق قریشی، محمد، **رسول اکرم کی سیاست خارجہ**، (لاہور: مکتبہ امجدیہ 2003ء)، ۲۴۔

21۔ علامہ محمد اقبال، **پس چہ باید کرد**، دراسرار شریعت، 701۔

22۔ نفس مصدر، 702۔

23۔ **القرآن**، 269:2

گفت حکمت را خدا خیر کثیر   ہر کجا ایں خیر را بینی بگیر[24]

قرآن مجید نے بخل کی مذمت کی ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ[25]

وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال میں جو اللہ نے اپنی رحمت سے انہیں دیا، وہ یہ نہ سوچیں کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے بلکہ براہے۔

اقبال بھی اسی رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ بخیل اور دولت کی ہوس رکھنے والے شخص سے خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ خیر کو پانے کے لیے انسان کو انفاق فی سبیل اللہ کرنا چاہیے۔

ہیچ خیر از مرد ک زر کش مجو   "لن تنالو االبر حتی تنفقوا"[26]

علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں کہ اے مسلمان کب تک مادیت پرستی اور دنیا کی ہوس کا شکار رہے گا۔ اپنی آب و تاب سورۃ اخلاص سے حاصل کر۔ مادی اسباب و وسائل سے غنی ہو جا۔

گفت تاکی در ہوس گیری اسیر   آب و تاب از سورہ اخلاص گیر[27]

علامہ محمد اقبال نے حدیث رسول ﷺ کی تعلیمات کو بھی اپنے اشعار کا حصہ بنایا ہے۔ طلاق کے حوالے سے تعلیمات نبوی کو اپنے شعر میں بیان کرتے ہیں۔ کہ میاں بیوی کو چاہیے طلاق و جدائی کی نوبت نہ آنے دیں۔ کیونکہ اللہ تعالی کے نزدیک طلاق ناپسندیدہ شے ہے۔

گفتمش بگزر زآئین فراق   "ابغض الاشیاء عندی الطلاق"[28]

---

24 ۔ علامہ محمد اقبال، **جاوید نامہ**، فلک عطارد، حکمت خیر کثیر است، 547۔

25 ۔ **القرآن**، 180:3۔

26 ۔ علامہ محمد اقبال، **جاوید نامہ**، فلک عطارد، پیغام افغانی باملت روسیہ، 553۔

27 ۔ علامہ محمد اقبال، **رموز بیخودی**، مثنوی مطالب خلاصہ در تفسیر اخلاص، اللہ الصمد، 162۔

28 ۔ علامہ محمد اقبال، **جاوید نامہ**، فلک مشتری، نمودار شدن خواجہ اہل فراق ابلیس، 608۔

فکر اقبال میں عشق و اطاعتِ رسول ﷺ

حضور اکرم ﷺ کی اطاعت دین اسلام کی اساس ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت قرآنی تعلیمات کا عملی نمونہ ہے۔ آپ صلی اللہ وسلم کی سیرت مبارکہ کی اتباع کیے بغیر رضائے الٰہی اور فلاح کا حصول ممکن نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ [29]

مفہوم: اے رسول ان سے کہو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

علامہ محمد اقبال نے عشق اور اطاعت رسول ﷺ کو انسانیت کی فلاح و کامیابی کا اولین و آخرین نسخہ قرار دیا۔ انہوں نے متعدد اشعار اس موضوع پر لکھے۔ ذیل میں چند منتخب اشعار دیے جا رہے ہیں۔

به منزل کوش مانند مه نو درین نیلی فضا هر دم فزون شو
مقام خویش اگر خواهی دریں دیر بحق دل بند و راه مصطفی رو[30]

(نئے چاند کی طرح منزل تلاش کرتی کہ پورا چاند ہو جا، اگر اس کائنات میں کچھ مقام چاہیے تو حضرت محمد مصطفی ﷺ کا طریقہ اختیار کر لے)

علامہ اقبال، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول روایت "آپ ﷺ کا اخلاق قرآن ہے"[31] کے مفہوم کو اپنے شعر میں یوں بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی قرآن اور احکامات خداوندی کا ہی دوسرا نام ہے۔

معنی جبرئیل و قرآن است او فطرت اللہ نگہبان است او[32]

---

[29] ۔ **القرآن**، 3:31۔

[30] ۔ علامہ محمد اقبال، **ارمغان حجاز**، حضور ملت، بحق دل بند و راہ مصطفی ﷺ رو، 811۔

[31] ۔ احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، أَخْبِرِينِي بِخُلُقِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: " كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ، أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ

(بیروت: مؤسسة الرسالة، 2001)، 41:148۔

علامہ اقبال سمجھتے تھے کہ مسلمان کی پہچان ہی عشق اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے باقی ہے لیکن عصر حاضر میں مسلمان اس متاع گراں سے تہی دست ہو گیا۔ عصر حاضر نے ہم سے ہم کو بیگانہ کر دیا۔ سب سے بڑھ کر حضرت محمد ﷺ کی ذات سے بیگانہ کر دیا۔

عصر ما، ما را ز ما بیگانہ کرد   از جمال مصطفٰی بیگانہ کرد[33]

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور پاک ﷺ کو رحمتہ العالمین بنا کر بھیجا۔ ارشاد گرامی ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ [34]

علامہ محمد اقبال اس وقیع نقطے کو اپنی شاعری میں بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کے بنی نوع انسان پر احسانات سے یہ دنیا انکار نہیں کر سکتی۔ کوئی چاہے تو خدا کا انکار کرے لیکن انسانی تہذیب کے ارتقاء پر تعلیمات نبوی کی اثر انگیزی سے انکار نہیں کر سکتا۔ کوئی بھی عقل سلیم رکھنے والا شخص جب تاریخِ اقوام عالم، معاشرت وسماج کا مطالعہ کرے گا تو تمام تہذیبوں پر اسلامی تہذیب و فلسفہ کے اثرات کو نہیں جھٹلا سکتا۔ علامہ محمد اقبال لکھتے ہیں۔

می توانی منکر یزداں شدن   منکر از شان نبی نتواں شدن[35]

علامہ محمد اقبال عشق رسول ﷺ کو ایک نئی جہت دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں جب تک کوئی انسان خود کو آپ کے صفات عالیہ کے رنگ میں نہ ڈھال لے، یعنی آپ کی تعلیمات کی پیروی نہ کرتا ہوں اسکو یہ بھی زیب نہیں دیتا کہ وہ آپ پر زبانی کلامی درود بھیج کے آپ ﷺ کے نام کی بے ادبی کرے۔

تا نداری از محمدؐ رنگ و بو   از درود خود میالا نام او[36]

---

32 ۔ علامہ محمد اقبال، **پس چہ باید کرد**، حکمت کلیمی، 685۔

33 ۔ علامہ محمد اقبال، **پس چہ باید کرد**، فقر، 696۔

34 ۔ **القرآن**، 107:21۔

35 ۔ علامہ محمد اقبال، **جاوید نامہ**، فلک عطارد، محکمات عالم قرآنے، خلافت آدم، 541۔

36 ۔ علامہ محمد اقبال، **پس چہ باید کرد**، سیاسیات حاضرہ، 608۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہمارے اعمال سے واضح ہونی چاہیے۔ قاضی عیاض سیرت نگار ہیں ان کے نزدیک جو رسول اللہ سے محبت کا دعوی کرتا ہے لیکن اتباع نبوی نہیں کرتا وہ اپنے دعوی محبت میں سچا نہیں۔[37] حدیث رسول ہے۔

عن أنس بن مالكٍ رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحبَّ إليه من ولده ووالده والناس أجمعين[38]

تم میں سے اس وقت تک کوئی ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کی اولاد، والدین اور دنیا کے سب لوگوں سے زیادہ عزیز نہ ہو جاوں۔

فکرِ اقبال میں انسان کی اہمیت

علامہ اقبال کی فکر و فلسفہ انسان کی عظمت و احترام کا آئینہ دار ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

برتر از گردوں مقام آدم است اصل تہذیب احترام آدم است[39]

(انسان کا مقام آسمان سے بلند تر ہے اور اصل تہذیب احترام آدمیت ہے)

ایک اور شعر میں اسی مضمون کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

حرف انی جاعل تقدیر او از زمین تا آسمان تفسیر او[40]

اس میں علامہ محمد اقبال در حقیقت قرآن مجید کی اس آیت کا حوالہ دیتے ہیں۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً[41]

---

[37]۔ عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل، كتاب الشفابتعريف حقوق المصطفیٰ،

(عمان: دار الفيحاء،1407ھ)۲:۶۴۔

[38]۔ **البخاري**،كتاب الإيمان،باب حب الرسول صلى الله عليه وسلم من الإيمان،رقم:15۔

[39]۔ علامہ محمد اقبال، **جاوید نامہ**، فلک عطارد، محکمات عالم قرآنے، خلافت آدم، 542۔

[40]۔ نفس مصدر، 540۔

[41]۔ **القرآن**، 30:2۔

اور جب آپ کے رب نے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں

یعنی یہ پوری کائنات زمین تا آسمان، انسان کے استفادہ کے لئے ہے۔

فکرِ اقبال میں مذہبی جمود و تقلید پر تنقید

علامہ محمد اقبال دین اسلام میں جمود کے قائل نہیں تھے۔ وہ ہر ایسی مذہبی فکر جو جمود اور تقلید کی پیروکار ہوتی اس کی اپنے اشعار کے زریعہ اصلاح کرتے نظر آتے ہیں۔ تقلید محض اور جمودی فکر کے حامی علماء و فقہاء سے وہ اپنے اشعار کے زریعہ شکوہ کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہیں کہ میں اس قوم کی بہتری کے لیے آپ سے دعا کا خواستگار ہوں جس کے فقیہ بے یقین اور کم علم ہیں۔

بہ آن قوم از تو می خواہم گشادی   فقیہش بے یقینی کم سوادی[42]

اسی مضمون کو دیگر جگہ یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ ہمارے روایتی علماء کا کل اثاثہ بس پرانے قصے ہیں ان کی باتیں زمینی حقائق سے کوسوں دور صرف اندازے اور قیاس ارائیاں ہیں۔

متاع شیخ اساطیر کہن بود   حدیث او ہمہ تخمین وزن بود[43]

روایتی علماء کو تاہ اندیش اور بے ذوق اور یاوہ گو ہیں۔ ان کی باتوں سے امت مسلمہ ٹکڑوں میں بٹ چکی ہے۔

کم نگاہ و کور ذوق و ہرزہ گر   ملت از قال و اقولش فرد فرد[44]

اور پھر وہ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں کہ دین کا شعور ان کم فہم فقہاء سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو کسی اور صاحب نظر کے پاس تلاش کر۔

نیست ایں کار فقیہان اے پسر   با نگاہے دیگری اور انگر[45]

یہ علماء جو قرآن مجید و حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم ہونے کے دعویدار ہیں در اصل شریعت کے اسرار و رموز سے بے بہرہ ہیں۔

---

42 ۔ علامہ محمد اقبال، **ارمغان حجاز**، حضور حق، بہ آن قوم از تو میخواہم گشادی، 775۔

43 ۔ نفس مصدر، متاع شیخ اساطیر کہن بود، 792۔

44 ۔ علامہ محمد اقبال، **جاوید نامہ**، فلک عطارد، حکمت خیر کثیر است، 549۔

45 ۔ علامہ محمد اقبال، **پس چہ باید کرد**، در اسرار شریعت، 702۔

ہر یکی دانائی قرآن و خبر در شریعت کم سواد و کم نظر[46]

مسلمانوں کی موجودہ حالت زار

علامہ محمد اقبال کا دور استعمار کا دور تھا۔ ایشیا سے افریقہ تک مغربی اقوام نے مسلمان ممالک پر قبضہ کر کے ان کو اپنے نو آبادیاتی نظام کا حصہ بنایا ہوا تھا۔ آپ اس صورتحال سے بہت خائف تھے۔ اس بات کا اظہار انہوں نے متعدد اشعار میں کیا ہے منتخب اشعار ذیل میں دیے جا رہے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ مسلمان اپنی حالت پر بہت شرمسار ہیں۔ اس کا دین مر چکا ہے اور اس کا فقر صرف خانقاہوں تک محدود ہے۔

مسلمان شرمسار از بے کلاہی است کہ دینش مرد و فقرش خانقاہی است[47]

امت مسلمہ اپنی فاقہ زدہ حالت پر مطمئن ہو گئی۔ اس کی حالت پر حضرت جبرائیل بھی افسردہ ہیں۔ آو ایک نئی ملت کی بنیاد رکھیں۔ کہ موجودہ نحیف امت مسلمہ پر دنیا اور اس کے تقاضے بہت بھاری ہیں۔

مسلمان فاقہ مست و ژندہ پوش است ز کارش جبرئیل اندر خروش است

بیا نقش دگر ملت بریزیم کہ این ملت جہاں را بار دوش است[48]

علامہ محمد اقبال سمجھتے تھے کہ غلامی نے مسلمانوں کو ذہنی طور پر پسماندہ کر دیا ہے۔ وہ مادیت پرست اور تن آسان ہو چکا ہے۔ اب اسکو شریعت پر عمل کرنا بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

ز محکومی مسلمان خود فروش است گرفتار طلسم چشم و گوش است

ز محکومی رگوں در تن چناں سست کہ ما را شرع و آئین بار دوش است[49]

علامہ عنایت اللہ مشرقی نے مسلمانوں کی زبوں حالی پر اپنی تفسیر التزکرۃ میں سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ ان کے نزدیک مسلمان قرآن پڑھتا ہے، اس کو سر آنکھوں پر لگاتا ہے، لیکن اس پر عمل کرنے کی ہمت نہیں کرتا۔[50]

---

[46] ۔ نفس مصدر، 703۔

[47] ۔ علامہ محمد اقبال، **ارمغان حجاز**، حضور رسالت، ملوکیت سراپا شیشہ بازی است، 501۔

[48] ۔ نفس مصدر، حضور حق، مسلمان فاقہ مست و ژندہ پوش است، 544۔

[49] ۔ نفس مصدر، دگرگوں کشور ہندوستان است، 435۔

فکرِ اقبال، مغربی تہذیب کی نقاد

علامہ محمد اقبال اپنی شاعری میں مغربی تہذیب کے بعض پہلوؤں پر شدت سے تنقید کرتے نظر آتے ہیں۔ ان پہلوؤں میں ایک پہلو مغربی تہذیب کی مادیت پرستی کا بھی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالی منکرین معاد سے فرماتے ہیں۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ[51]

اسی بات کو علامہ اقبال یوں بیان کرتے ہیں۔ جدید لادینی تہذیب کی نگاہ میں آدمی محض پانی اور مٹی کا ملاپ ہے۔ جس میں انسانی زندگی بے راہ و منزل ہے۔

در نگاہش آدمی آب و گل است — کاروان زندگی بے منزل است[52]

قرآن مجید میں اس طرح کی سوچ رکھنے والوں کے متعلق اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں۔

ذَلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ[53]

مفہوم: یہ ان کے علم کی انتہا ہے

علامہ اقبال لکھتے ہیں۔ مغربی تہذیب، مادیت پرستی دولت، اولاد اور عورت کی محبت میں کھو کر بے گور و کفن ہو گئی۔

مردن بے برگ و بے گور و کفن — گم شدن در نقرہ و فرزند و زن[54]

قرآن میں اسی مضمون کو اللہ تبارک وتعالیٰ بیان کرتے ہیں۔

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ[55]

---

[50]۔ المشرقی، عنایت اللہ خان، **تفسیر التذکرۃ**، (لاہور: التذکرۃ، 1924ء)، ۲:۲۱۲۔

[51]۔ **القرآن**، 23:115۔

[52]۔ علامہ محمد اقبال، **پس چہ باید کرد**، پس چہ باید کرد اے اقوام شرق، 435۔

[53]۔ **القرآن**، 30:53۔

[54]۔ علامہ محمد اقبال، **جاوید نامہ**، فلک عطارد، ارض ملک خدا است، 434۔

[55]۔ **القرآن**، 15:64۔

بے شک تمہارے مال اور اولاد تمہارے لیے آزمائش ہیں۔

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ (1) حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (2) [56]

تمہیں زیادہ حاصل کرنے کی خواہش نے ہلاک کر دیا اور تم قبروں میں جا ملے

علامہ محمد اقبال مغربی تہذیب کی ظاہری خوبصورتی اور چکاچوند کو بلائے طاق رکھتے ہوئے برملا اظہار کرتے ہیں کہ مغربی تہذیب قتل و غارت کی حامی ہے۔ آج اکیسویں صدی اس بات پر شاہد ہے گزشتہ بیس سالوں میں ترقی یافتہ مغربی ممالک نے جتنی قتل غارت اور انسانیت کشی کی وہ انسانی تاریخ کا ایک سیاہ باب بن کے رقم ہو گئی۔ علامہ اقبال کے نزدیک، جنگ نے جب جدید تہذیب یافتہ انسان کو بے نقاب کیا تو وہ سوائے خونی اور جھگڑالو کے سوا کچھ نہ نکلا۔

دیدم چو جنگ پردہ ناموس او درید	جز یسفک الدماء و خصیم مبین نبود [57]

مندرجہ بالا شعر کے دوسرے مصرعے میں علامہ محمد اقبال نے دو قرآنی آیات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ فرشتوں نے حضرت آدم کے تخلیق کے وقت جن اندیشوں کا اظہار کیا تھا۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ[58]

اور دوسری آیت میں انسانی فطرت بیان کی گئی ہے۔

أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ[59]

علامہ اقبال اس بات پر تاسف کا اظہار کرتے ہیں کہ مسلمان بھی اس تہذیب، افکار و نظریات کو اپنی معاشرتی زندگی میں جگہ دے چکے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ یہ لادینی افکار کافروں نے گھڑے اور مسلمان ان کو اپنی زندگیوں میں لاگو کیے ہوئے ہیں۔ اس اندوہناک صورتحال نے جبرئیل امین کو بھی افسردہ کیا ہے۔

---

[56]۔ **القرآن**، 102:1-2۔

[57]۔ علامہ محمد اقبال، **پیام مشرق**، افکار تہذیب، 361۔

[58]۔ **القرآن**، 2:30۔

[59]۔ **القرآن**، 36:77۔

چنین دور آسمان کم دیده باشد — کہ جبریل امین را دل خراشد
کہ خوش دیری بنا کردند آنجا — پرستد مومن و کافر تراشد[60]

یہ کہا جا سکتا ہے کہ مندرجہ بالا شعر کا مضمون قرآن مجید کی درج ذیل آیت سے ماخوذ کیا گیا ہے۔

اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ[61]

علامہ اقبال سمجھتے تھے کہ عصر حاضر الحاد کا دور ہے۔ مذہب اور اہل مذہب عتاب کا شکار ہیں۔ نام نہاد آزادی میں غلامی پنہاں ہے۔ اس دور کے غلط افکار نے انسانیت کے چہرے کی آب و تاب ہی ختم کر دی۔

چہ عصر است این کہ دین فریادی اوست — ہزاران بند در زادی اوست
زروی دمیت رنگ و نم برد — غلط نقشی کے از بہزادی اوست[62]

مغربی سیاسی نظام پر علامہ اقبال کی تنقید

علامہ اقبال مغربی سیاسی نظام کے نقاد کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک مغرب کا سیاسی نظام زمین کو انسانوں کی ملکیت بتلاتا ہے۔ جب کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ [63]

علامہ محمد اقبال اس بات کا اپنی شاعری میں یوں بیان کرتے ہیں۔ خدا کی زمین کو انسان اپنی زمین بتانے لگا ہے۔ آیت لا تفسدوا کی تشریح اور کیا ہو سکتی ہے۔

ارض حق را ارض خود دانی بگو — چیست شرح آیہ "لا تفسدوا"[64]

علامہ محمد اقبال اسلامی خلافت کے داعی رہے۔ ملوکیت اور شخصی آمریت کو انسانیت کی فلاح کے لئے لیے ناکافی سمجھتے تھے ان کے نزدیک قانون الٰہی کے نفاذ کے لئے خلافت ناگزیر ہے۔ اس بات کا اظہار وہ ان اشعار میں کرتے ہیں۔

60۔ علامہ محمد اقبال، **ارمغان حجاز**، حضورِ حق، چنین دور آسمان کم دیدہ باشد، 473۔
61۔ **القرآن**، 3:7۔
62۔ علامہ محمد اقبال، **ارمغان حجاز**، حضور ملت، عصر حاضر، 472۔
63۔ **القرآن**، 120:5۔
64۔ علامہ محمد اقبال، **جاوید نامہ**، فلک زہرہ، گردش در شہر مرغدین، 622۔

خلافت بر مقام ما گواہی است حرام است نچہ بر ما پادشاہی است
ملوکیت ہمہ مکر است و نیرنگ خلافت حفظ ناموس الٰہی است[65]

اسی مضمون کو دوسرے شعر میں یوں بیان کرتے ہیں۔ اللہ کی زمین پر قانون الٰہی کے نفاذ و اتباع کے علاوہ کسی انسان کا قانون بنانا اور لوگوں کو اس کا مطیع بنانا ہی کافری ہے۔

زیر گردون آمری از قاہری است آمری از "ماسوی اللہ" کافری
است[66]

قرآن مجید میں بھی یہی بات یوں بیان ہوئی ہے ہے

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ[67]

معاشی نظام

عدل پر مبنی معاشی نظام کسی بھی معاشرے کی فلاح و بہبود کا ضامن ہوتا ہے۔ علامہ اقبال مغربی معاشی نظام کی ناہمواری پر تنقید کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک تہذیب نو، تجارت کے پردے میں انسانیت کی قاتل ہے۔

شیوہ تہذیب نو آدم دری است پردہ آدم دری سوداگری است[68]

علامہ اقبال سمجھتے تھے کہ قرآنی معاشی نظام ہر انسان کی فلاح کا ضامن ہے۔ لکھتے ہیں۔ قرآن ظالم سرمایہ داروں کے لیے موت کا پیغام ہے۔ اور مظلوم کی دستگیری اور زندگی کا سامان ہے۔

چیست قرآن؟ خواجہ را پیغام مرگ دستگیر بندہ بے ساز و برگ[69]

اللہ تبارک وتعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ[70]

---

65 ۔ علامہ محمد اقبال، **ارمغان حجاز**، حضور ملت، خلافت و ملوکیت، 285۔

66 ۔ علامہ محمد اقبال، **جاوید نامہ**، فلک عطارد، حکومت الٰھی، 326۔

67 ۔ **القرآن**، 41:22۔

68 ۔ علامہ محمد اقبال، **پس چہ باید کرد**، در اسرار شریعت، 427۔

69 ۔ علامہ محمد اقبال، **جاوید نامہ**، فلک عطارد، پیغام افغانی باملت روسیہ، 375۔

قومیت کی نفی

امت مسلمہ کے موجودہ مسائل میں ایک مسئلہ قومیت کا ہے۔ علامہ اقبال سمجھتے تھے کہ مغربی دانشور سراپا مکروفن ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو وطنیت اور قومیت کی تعلیم دی۔ ان کو شامی، فلسطینی، عراقی ،ترکی اور عربی میں تقسیم کیا۔

لردِ مغرب آن سراپا مکروفن اہل دین را داد تعلیم وطن[71]

مغرب امت مسلمہ کو تقسیم در تقسیم کرکے خود مرکزیت کی طرف اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ بھی اپنی پہچان شام، فلسطین اور عراق سے مت کروائیں۔ علامہ اقبال کی بصیرت اور دوراندیشی قابل تحسین ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں یورپ، یورپی یونین میں تبدیل ہو چکا ہے۔ علامہ اقبال لکھتے ہیں۔

او بفکر مرکز و تو در نفاق بگذر از شام و فلسطین و عراق[72]

اکیسویں صدی کی تاریخ شاہد کہ مغربی اقوام نے مسلمان ملکوں کو قومیتوں کے نام پر لڑا کے ان کے قدرتی وسائل پر غاصبانہ قبضہ کیا۔ فلسطین کی بندر بانٹ کی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً [73]

تعلیم وتربیت

قوموں کی ترقی میں تعلیم و تربیت کا کا اہم کردار رہا ہے۔ اسلامی تہذیب میں تعلیم و تعلّم کو خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ اسلام کا فلسفہ تعلیم دیگر فلسفہ تعلیم سے یکسر مختلف ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ[74]

---

70 ۔ **القرآن**، 34:9۔

71 ۔ علامہ محمد اقبال، **جاوید نامہ**، فلک عطارد، دین و وطن، 686۔

72 ۔ نفس مصدر۔

73 ۔ **القرآن**، 52:23۔

74 ۔ **القرآن**، 2:62۔

مغربی طرز پر کامیابی کے حصول کے لیے مغربی فلسفہ تعلیم کو اسلامی ممالک میں شدومد کے ساتھ رائج کیا گیا۔ تا ہم کئی دہائیاں گزرنے کے بعد بھی یہ نظام تعلیم معاشرے میں خاطر خواہ اثرات نہ لا سکا۔ علامہ اقبال یہ سمجھتے تھے یہ مغربی فلسفہ تعلیم چونکہ مادی اقدار پر مبنی ہونے کی وجہ سے اسلامی اقدار سے مطابقت نہیں رکھتا اور معاشرے میں سلبی اثرات لانے کا باعث بنے گا۔ ان کے نزدیک یہ تعلیمی نظام، صاحب بصیرت اذہان پیدا کرنے سے عاری ہے۔ یا نظام تعلیم مادی علوم وفنون میں تو ماہر کرتا ہے البتہ روحانیت سے عاری ہے۔ علامہ محمد اقبال اس نظام تعلیم پر اپنے تحفظات کا اظہار درج ذیل اشعار کی صورت میں کرتے ہیں۔ کہ اس مکتب اور علم پر کیا فخر کیا جاسکتا ہے۔ اس تعلیم نے روزگار بھی نہ دیا اور روحانیت بھی ختم کر دی۔

بہ این مکتب، بہ این دانش چہ نازی　　　که نان در کف نہ داد و جان ز تن برد[75]

علامہ محمد اقبال کے نزدیک جدید نظام تعلیم اور فلسفہ کائنات کے مادی پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ جو لامحالہ عقل و دل کی موت کا باعث بن جاتا ہے۔ وہ اس رائے کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں۔ کہ میں نے ایک ہندی فلسفی سے پوچھا کہ عقل کب مرتی ہے اس نے کہا کہ جب انسان غور و فکر چھوڑ دے اور دل کی موت تب ہوتی ہے جب انسان خالق کا ذکر چھوڑ دے۔

گفت مرگ عقل؟ گفتم ترک فکر　　　گفت مرگ قلب؟ گفتم ترک ذکر[76]

قرآن مجید میں ارشاد گرامی ہے۔

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ[77]

علامہ محمد اقبال کے نزدیک وہ علم جو انسان کو اس کے خالق حقیقی سے نہ ملا سکے وہ بے فائدہ ہے۔ علم کی اعلیٰ و ارفع غایت یہ ہے کہ انسان اپنے خالق حقیقی کی معرفت حاصل کر لے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ[78]

---

[75] ۔ علامہ محمد اقبال، **ارمغان حجاز**، حضور ملت، تعلیم، 369۔

[76] ۔ علامہ محمد اقبال، **جاوید نامہ**، فلک قمر، عارف ہندی کہ بہ یکی از غارہای قمر خلوت گرفتہ، 374۔

[77] ۔ **القرآن**، 29:38۔

گفت ایں علم وہنر: گفتم کہ پوست گفت حجت چیست: گفتم روی دوست[79]

علامہ محمد اقبال کے نزدیک یہ مادی علم وہنر صرف ظاہر ہے۔علم کی غایت ومنتہا عرفان الٰہی کا حصول ہے جس کے لئے اللہ تبارک وتعالی نے انسان پر زور دیا کہ وہ اس کائنات میں اس کی آیات پر غور وفکر کرے۔وجود الٰہی پر دلالت کرتی یہ نشانیاں خود ذات انسانی کے اندر موجود ہیں۔

وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ[80]

علامہ محمد اقبال نے اسی مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔اے انسان۔۔!اگر خدا کو واضح دیکھنا چاہتا ہے تو اپنی پہچان حاصل کر۔اپنے سینے کو کرید۔

بیا بر خویش پیچیدن بیاموز بناخن سینہ کاویدن بیاموز
اگر خواہی خدا را فاش بنی خودی را فاش تر دیدن بیاموز[81]

موجودہ تعلیمی نظام کے متعلق علامہ محمد اقبال کا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہ ایک ایسی نسل تیار کر رہا ہے جس میں قلب سلیم اور حریت فکر کے بجائے انسان ذہنی غلامی پر رضامند ہو جاتا ہے۔

مکتب از تدبیر او گیرد نظام تا بکام خواجہ اندیشد غلام[82]

علامہ محمد اقبال بچوں کی تربیت کے حوالے سے خاص موقف رکھتے ہیں۔ان کی شاعری میں بچوں کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔وہ بچوں کی صالح تربیت کو تہذیب وتمدن کی منتقلی کا جزو لاینفک سمجھتے تھے۔ان کے نزدیک اس اہم ذمہ داری ادا کرنے میں ماؤں کا خاص کردار ہے۔وہ لکھتے ہیں۔دنیا ماؤں کے وجود سے قائم ہے۔اگر ماں کے فرائض منصبی کو سمجھنے سے کوئی قوم کوتاہی کرے گی تو اس کا تہذیبی وجود خطرے میں پڑ جائے گا۔

جہان را محکمی از امہات است نہاد شان امین ممکنات است
اگر ایں نکتہ را قومی نداند نظام کاروبارش بے ثبات است[83]

78۔ القرآن،115:2۔

79۔ علامہ محمد اقبال،**جاوید نامہ**،فلک قمر،عارف ہندی کہ بہ یکی از غارہائی قمر خلوت گرفتہ،620۔

80۔ القرآن،21:51۔

81۔ علامہ محمد اقبال،**ارمغان حجاز**،حضور عالم انسانیت،چو بلبل نالئہ زاری نداری،553۔

82۔ علامہ محمد اقبال،**پس چہ باید کرد**،حکمت فرعونی،548۔

علامہ محمد اقبال اپنی خرد و فکر کا سہرا ابھی اپنی ماں کے سر باندھتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ میرے اندر یہ خرد افروزی میری ماں کی صالح تربیت سے آئی۔ اس جدید تعلیمی مکاتب سے میرا دل و دماغ مایوس ہوا ہے۔ یہ مکتب صرف ظاہری و مادی علوم سکھاتا ہے۔

مرا داد ایں خرد پرور جنونی نگاہ مادر پاک اندرونی
ز مکتب چشم و دل نتواں گرفتن کہ مکتب نیست جز سحر و فسونی[84]

فکرِ اقبال عمل کا پیغام

علامہ اقبال مندرجہ بالا تمام مسائل کو بیان کر کے مایوسی کی طرف نہیں لے جاتے۔ ان کی شاعری عمل کا پیغام ہے۔ اور لائحہ عمل کو بھی وہ قرآن سے استنباط کرتے ہیں۔ اقبال کہتے ہیں کہ جب قرآن دنیا میں آیا اس نے دیگر تمام باطل فلسفہ حیات کو شکست دی۔

نقش قرآن تا دریں عالم نشست نقشہای کاہن و پاپا شکست[85]

اللہ تبارک و تعالٰی ارشاد فرماتے ہیں۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا[86]

علامہ محمد اقبال قرآن پر فخر کرنے والی مسلمان امت مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ کب تک تم گمنامی میں رہو گے۔ قرآن کھولو اس کو سمجھو اور اس کی تعلیمات کو دنیا میں عام کر دو۔

اے کہ مے نازی بہ قرآن عظیم تا کجا در حجرہ مے بازی مقیم
در جہاں اسرار دین را فاش کن نکتہ شرع۔ مبین را فاش کن[87]

83۔ علامہ محمد اقبال، **ارمغان حجاز**، حضور ملت، دختران ملت، 387۔

84۔ نفس مصدر۔

85۔ علامہ محمد اقبال، **جاوید نامہ**، فلک عطارد، پیغام افغانی با ملت روسیہ، 638۔

86۔ **القرآن**، 81:17۔

87۔ علامہ محمد اقبال، **پس چہ باید کرد**، در اسرار شریعت، 329۔

علامہ محمد اقبال اس بات کو سمجھتے تھے کے مسلمانوں کی عظیم الشان تاریخ ہے۔ لیکن موجودہ مسلمان عمل سے تہی دامن ہے۔ پھر بھی بڑے بڑے دعوے کرتا ہے۔ لیکن یہ وقت دعووں کا نہیں۔ بلکہ عمل کا ہے۔لہٰذا انہوں نے کہا۔

کار اقوام و ملل ناید درست	از عمل بنا کہ حق در دست تست[88]

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ [89]

علامہ اقبال یہ سمجھتے تھے کے مسلمانوں کے مصائب و تکالیف کا حل پھر سے قرآن کی تعلیمات کو زندہ کرنے اور اس پر عمل کرنے میں پوشیدہ ہے۔ اسی قرآن مجید کے سوز قرات نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقدیر پلٹ دی۔

زشام ما برون ور سحر را	بہ قرن باز خوان اہل نظر را
تو میدانی کہ سوز قرآت تو	دگرگوں کرد تقدیر عمر را[90]

اب وقت ہے اے انسانوں، ماضی کی انسانیت کش داستانوں کے ہر ہر باب کو دھوڈالو اور قرآن پاک سے اپنی فکر کو جلا بخشو۔

داستان کہنہ شستی باب باب	فکر را روشن کن از ام الکتاب[91]

علامہ اقبال جدیدیت، حریت فکر کے علمبردار تھے۔ وہ تقلیدی ذہن سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ قرآن مجید کے حامل ہو جاؤ، آزاد ہو جاؤ۔

اے بہ تقلیدش اسیر آزاد شو	دامن قرآن بگیر آزاد شو[92]

ان کے نزدیک قرآن مجید عمل کا پیغام ہے۔ مسلمان کے لیے ہر حالات میں قرآن ایک نئی دنیا، نئے ممکنات کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔

---

[88]۔ نفس مصدر۔

[89]۔ **القرآن**، 2:61۔

[90]۔ علامہ محمد اقبال، **ارمغان حجاز**، حضور ملت، دختران ملت، 544۔

[91]۔ علامہ محمد اقبال، **جاوید نامہ**، فلک عطارد، پیغام افغانی باملت روسیہ، 533۔

[92]۔ نفس مصدر، حکومت الٰہی، 739۔

چوں کہن گردد جہانے در برش   می دہد قرآں جہانے دیگرش[93]

(جب مسلمان کے ایک جہان کی قبا پرانی ہو جاتی ہے تو قرآن اسے دوسرا جہاں عطا کرتا ہے)

علامہ اقبال مسلمان نوجوان سے توقع کرتے ہیں کہ وہ لادینی مغربی تہذیب کے مضر انسانیت نظریات کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ عصر حاضر میں مسلمان ہی مادیت اور روحانیت کے لطیف فرق سے باخبر ہے۔

اے کہ جان را باز میدانی ز تن   سحر این تہذیب لادینے شکن[94]

علامہ محمد اقبال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے مسلم نوجوان کو جدید الحادی فلسفہ ہائے حیات کے بتوں کو توڑنے کا درس دیتے ہیں۔

بندہ درماندہ را گوید کہ خیز   ہر کہن معبود را کن ریز ریز[95]

رزم حق و باطل میں حق کا سپاہی بن جانا اتنا آسان نہیں۔ اس کے لئے انسان کے پاس بلند حوصلہ اور قربانی کا اعلیٰ جذبہ ہونا چاہیے۔ علامہ محمد اقبال لکھتے ہیں۔ کہ لا الہ کی خاطر اٹھ کھڑے ہونا کوئی معمولی عمل نہیں۔ اس میں جان کا نزرانہ پیش کرنا پڑتا ہے۔ اور نامردوں سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ قرآن مجید میں بھی ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ[96]

قبائی لا الہ خونین قبائی است   کہ بر بالائی نامرداں دراز است[97]

نتائج وسفارشات

علامہ محمد اقبال کے منتخب اشعار کی روشنی میں ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ آپ کی فکر مفاہیم قرآنی کی عکاس ہے۔ عصر حاضر کی تہذیبی کشمکش اور امت مسلمہ کی زبوں حالی میں آپ کی فکر امت مسلمہ کی راہنمائی کا بجا طور ماخذ ہے۔ امت مسلمہ کے موجودہ مسائل بشمول قرآن کریم و حدیث ﷺ سے دوری، فکری انتشار، عدم

---

93 ۔ نفس مصدر، فلک عطارد، شرق و غرب، 406۔

94 ۔ علامہ محمد اقبال، **پس چہ باید کرد اے اقوام شرق**، 186۔

95 ۔ نفس مصدر، حکمت کلیمی، 284۔

96 ۔ **القرآن**، 155:2۔

97 ۔ علامہ محمد اقبال، **ارمغان حجاز**، بہ یاران طریق، 436۔

وحدت، معاشی پسماندگی، فرقہ واریت، مادیت پرستی، ذہنی جمود، اخلاقی زوال و دیگر تمام مسائل کا علامہ محمد اقبال نے وقیع تجزیہ کیا اور ان کے سدباب کے لیے قابل عمل حل پیش کیے۔ یہ سفارش کی جاتی ہے کہ وطن عزیز پاکستان میں فکر اقبال کو فروغ دے کر دینی و ملی غیرت و حمیت کو فروغ دیا جائے۔ علامہ اقبال کے قرآنی مفاہیم پر مبنی منتخب اشعار کو اردو نصاب کا حصہ بنایا جائے تاکہ نسل نو قرآن پاک سے اپنا تعلق قائم کرے اور ادبی ذوق کی حامل بھی ہو۔ہذا ما عندی والله اعلم بالصواب

Bibliography

1. Al.Qurān.
2. Bukharī, Muhhamad Bin Ismaīl, *Sahih al-Bukharī*, Dar as-Salām, al-Riaz, 1998
3. Iqbal, Allamah, *Kulyāt Iqbāl Farsī* , Iqbāl Akadmī Pakistan, Lahore,1994.
4. Mashraqī, Annayatullah, *Tafsīr Tazkirah*, Idarah Isha'at Tazkirah, Lahore, 1924
5. Moudodī, Molana Abu al-Alalā, *Tafsir Tafhīm ul-Qurān*, Services Book Club, Lahore, 1987
6. Naqūsh , Nerang *Khayal Iqbal Number*, Iqbāl Akadmī Pakistan, Lahore,1977
7. Qazi Ayāz, Abu al-Fazal, *Kitab al-Shifa*, Maktaba Nabviah , Lahore, 1399 a.h